عہدِ سلاطین میں کتب خانوں کی تنظیم

ترجمہ مولوی خالد کمال صاحب مبارک پوری

اس میں شک نہیں کہ ثقافتی ترقی ہی دورِ حاضر کے تہذیب وارتقار کا اصلی سبب ہی جو ہمیشہ سے اسلام کے دامن میں پلتی رہی ہے، یہ امر مسلم ہے کہ مسلمانوں نے جاہلیت کے بعض علوم مثلاً علم شعر علم فلک وغیرہ کو اپنایا۔ البتہ اس وقت یہ علوم غیر مہذب اور ناقص تھے لیکن مسلمانوں کی سرپرستی کے بعد ان میں تکمیل پیدا ہوئی اور یہ درجۂ کمال کو پہونچ گئے جس کا سبب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وفن کی ترغیب دینا اور اُن کے حصول کے لئے ساری دنیا کو چھان مارنے کی تلقین فرمانا ہے یہی وجہ ہے کہ تواریخ کے مطالعہ میں ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ جس ملک میں جہاد کرنے جاتے ہیں وہاں کے علمار وادُبار کے سامنے زانوتہہ کئے نظر آتے ہیں اور اُن سے علوم وفنون کی دولت حاصل کرتے پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مدینہ منورہ ہجرت کے بعد طالب علموں کا کعبہ مقصود بن گیا جہاں نہ صرف جزیرۂ عرب کے طلبار آتے بلکہ مصر شام عراق وایران کے بھی بہت سے عالم مدینہ کی گلیوں کی خاک چھانتے نظر آتے تھے، کہیں حضرت علیؓ حکم وقضا اور دیگر ضروری مسائل پر لکچر دیتے رہا کرتے تو کہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ شعر وادب نحو وصرف اور تاریخ وریاضت کا درس دیا کرتے تھے ان کے علاوہ بھی بہت سے اعلام اسلام فن تجوید وقرأت اور کتابت کی تعلیم میں معروف تھے۔

اس خالص اسلامی دور کے بعد مسلمانوں نے دوسری زبانوں کی بہت سی اہم اور علمی کتابوں کو عربی میں منتقل کیا جس کے نتیجہ میں عربی کے دامن میں اغریقی، کلدانی، فارسی اور ہندی کے بہت سے جواہر پارے جمع ہوگئے اسی علمی ترجمہ وتہذیب کے زمانہ میں ہر ہر جگہ بہت سے کتب خانے وجود میں آئے چنانچہ بغداد، کوفہ، بصرہ، عراق دمشق، طرابلس، شام، قاہرہ، اسکندریہ مصر، قرطبہ، اشبیلیہ وغیرہ کے پرانے کتب خانے اسی زمانہ کی پیداوار ہیں۔

اموی دور | اموی دورِ خلافت جس کا زمانہ ۶۶۱ء سے ۷۵۰ء تک ہے جو دورِ جاہلیت ہی کا ایک عکس شمار کیا جاتا ہے لیکن دونوں میں ایک زبردست امتیاز یہ ہے کہ اموی دور میں علوم وفنون کے نشوونما اور تہذیب و ترجمہ کا بڑا چرچا تھا لیکن ساتھ ہی دوسرے علوم دجیلہ میں غیر عربی زبانیں بکثرت نظر آتی ہیں جس کے سبب اغریقی شامی فارسی اور عربی دوش بدوش چل رہی تھیں اگر اس اموی دورِ خلافت کو علم وفن کے "انڈے بچے" کا زمانہ کہا جائیگا تو بیجا نہ ہوگا کیونکہ اس دور میں ہر ہر طرف فن طب، حدیث، لغت، فصاحت، وبلاغت کے چشمے جاری ہو رہے تھے، ہر ہر فن کی بے شمار کتابیں عالم وجود میں آچکی تھیں لیکن اس دور میں آج کے معنی کے اعتبار سے کوئی منظم کتب خانہ نہ تھا جس میں قرینہ سے کتابیں اکٹھا جمع کر کے رکھی گئی ہوں۔

ابتدائی اس دورِ خلافت کے بعض رکن مثلاً امیر معاویہؓ یزید اور خالد وغیرہ علم وفن کے خادم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ اس دورِ خلافت کے پہلے خلیفہ ہیں جنھوں نے غیر عربی زبانوں کی مفید اور علمی کتابوں کو عربی میں منتقل کیا۔ اسی طرح یزید نے اپنے آپ کو شاعر کی حیثیت سے پیش کیا اور اس کے لڑکے خالد بن یزید نے خلافت کو خیرباد کہہ کر علوم وفنون کی طرف توجہ دی چنانچہ وہ اموی دورِ خلافت کا سب سے بڑا فلسفی ہو کر نکلا اس نے اغریقی زبان کی بہت سی کتابیں عربی میں منتقل کیں جو طب، کیمیا اور دوسرے مفید علوم وفنون پر مشتمل تھیں

عباسی دور | عباسی خلافت (۷۵۰ - ۱۲۵۸ء) کا دارالسلطنت عراق تھا جو ثقافت کا بھی مرکز شمار کیا جاتا تھا۔ خلافتِ عباسیہ کے دوسرے خلیفہ منصور نے عراق میں ایک دوسرا دارالسلطنت بغداد کی بنیاد ڈالی تاکہ بصرہ اور کوفہ کے فتنہ وفساد سے الگ تھلگ رہ کر اطمینان وسکون کے ساتھ خلافت کے فرائض انجام دے سکے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے خلیفہ مہدی نے بغداد سے متصل ہی دریائے دجلہ کے کنارے مشرق میں ایک اور بغداد کی بنیاد ڈالی جو بغداد جدیدہ کے نام سے موسوم ہوا اور علوم وفنون کا قبلہ و کعبہ قرار پایا۔

منصور کو علم وادب کا بڑا شوق تھا اس نے بہت سی اجنبی زبانوں کی مفید علمی کتابوں کو عربی میں ترجمہ کرایا وہ خود بھی بڑا ماہر ریاضی اور ادیب تھا۔ اس کے عہد میں بہت سی ہندی کتابیں جو علم طب و افسانے اور فلک ونجوم سے متعلق تھیں عربی میں ترجمہ کی گئیں نیز اس نے بطلیموس اور اریاوہ کی بعض کتابوں کا بھی عربی ترجمہ کرایا اور فارس و شام اور روم کی مشہور ومعروف علمی کتابوں کے ترجمہ کا بھی حکم دیا۔ ہم اگر منصور کو آئندہ

قائم ہونے والے شاہی کتب خانہ کا موسس قرار دیں تو حق بجانب ہوں گے۔

ہارون رشید (۷۸۶ - ۸۰۹ء) نے شاہی کتب خانہ کو وسعت دی اور اس کا نام "بیت الحکمت" رکھا اور اس میں لغت، شعر، ادب، خطبہ اور دوسرے علوم و فنون کی معیاری کتابیں کوشش کرکے جمع کیں حتیٰ کہ اہم اور علمی کتابوں کے حصول کے لئے اس نے روم کے پاس اپنے قاصد بھیجے اور ان کو منگوا کر عربی میں ترجمہ کرایا اسی طرح اس کے وزیر یحییٰ بن خالد برمکی نے ہندوستانی کتابوں کے حصول کے لئے زیادہ جدّوجہد کی اور ان کو ترجمہ کرا کے "بیت الحکمت" کی زینت کے لئے وقف کر دیا۔

کتب خانوں کا قیام | ہارون رشید کے بعد اس کے بیٹے مامون (۸۱۳ - ۸۳۳ء) نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چل کر شاہی کتب خانہ کو اور ترقی دی اور اس میں ہر علم و فن کی کتاب ایک بڑی مقدار میں داخل کی اور غیر ممالک سے مجبوں کی بے شمار کتابیں منگا کر بڑے پیمانہ پر ان کے ترجمہ و تہذیب کا انتظام کیا پھر شاہی کتب خانہ کی دیکھ بھال کے لئے ایک ناظم مقرر کیا اور اس میں تین شعبے قائم کئے، ایک ترجمہ کرنے والوں کا، دوسرا کاتبوں کا اور تیسرا کتابوں کے جمع و حفاظت کا، یہ تینوں شعبے اس کے زمانہ میں بڑی ترقی پر تھے

خلیفہ بہاء الدولہ کے وزیر شاپور (متوفی ۱۰۲۴ء) نے ۹۹۱ء میں بغداد کے ایک مردم خیز خطے کرخ میں "دارالعلم" کی بنیاد رکھی جس میں دس ہزار کتابیں خود مصنفین کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی موجود تھیں اور قرآن کے سو نسخے بھی ابنِ مقلہ کے لکھے ہوئے دارالعلم کی زینت بن رہے تھے۔ مشہور ہے کہ طغرل نے اس عظیم اسلامی کتب خانہ کو ۱۰۵۵ء میں نذر آتش کر دیا۔

خلیفہ منصور اور المعتضد باللہ کے درمیان کا زمانہ علم و فن کا درخشندہ دور شمار کیا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں دو عظیم اسلامی یونیورسٹیاں وجود میں آئیں، ایک مدرسہ نظامیہ دوسرا مستنصریہ، پہلا گیارہویں صدی عیسوی اور دوسرا تیرھویں صدی عیسوی کی پیداوار ہے۔ ان دونوں یونیورسٹیوں میں بڑے بڑے عظیم کتب خانے تھے جو تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

خلیفہ ناصر باللہ صرف ایک خلیفہ ہی نہیں تھا بلکہ اپنے دورِ خلافت (۱۱۷۹ - ۱۲۲۵ء) میں اس نے علم و فن اور علماء و ادباء کی خدمت کرکے اپنے آپ کو علم و فن کے دلدادہ اور محب ہونے کا ثبوت دیا۔

اس زمانہ میں مسجدوں نے بھی علم وفن کی خدمات کرنے میں اہم پارٹ ادا کیا چنانچہ مسجدیں صرف عبادت خانہ ہی نہ تھیں بلکہ وہ کتب خانوں سے بھی معمور تھیں جن میں ادبی، مذہبی اور تاریخی کتابیں بھری پڑی رہتی تھیں، ان مساجد میں قائم شدہ کتب خانوں میں اکثر کتابیں ہدیہ، اور وقف کی شکل میں آیا کرتی تھیں چنانچہ خطیب بغدادی نے اپنی تمام کتابیں ایک مسجد میں واقع کتب خانہ پر عام مسلمانوں کے پڑھنے پڑھانے کے لئے وقف کردی تھیں ایسے ہی بہت سے ذی استطاعت اور مالدار حضرات نے گھریلو کتب خانے قائم کرکے ان میں ہر علم وفن کی کتابیں جمع کر رکھی تھیں۔

دسویں صدی ہجری کے نصف میں موصل کے اندر ایک کتب خانہ قائم کیا گیا جس میں سے تشنگان علوم کو بغیر کسی ضمانت و اجرت کے کتابیں دیجاتی تھیں ۔ اسی طرح عضدالدولہ (۹۷۷-۹۸۲) نے شیراز میں خزانۃ الکتب نامی ایک کتب خانہ کھولا تھا۔

کتابوں کے ابواب کی ترتیب ان کتب خانوں میں کتابوں کو رکھنے کا بڑا عمدہ انتظام کیا جاتا تھا الگ الگ الماریوں میں رکھی ہوئی کتابوں کی فہرست بڑے اہتمام سے بنائی جاتی تھی اور ان کے تبویب و تنظیم میں بہت سے ماہرین فن مصروف رہا کرتے تھے۔ بصرہ کے ایک کتب خانہ میں منتظمین کو باقاعدہ وقف شدہ مال میں سے ایک معتدبہ مقدار بطور وظیفہ و تنخواہ کے ملا کرتی تھی اسی طرح خراسان میں دس ایسے کتب خانے تھے جو تیرھویں صدی عیسوی کے اول چوتھائی دور میں قائم کئے گئے تھے اور ان کی اپنی عمارتیں بھی تھیں۔

کتابوں کی تجارت تجارتی یا تعلیمی نقطۂ نظر سے کتابوں کی باقاعدہ خرید و فروخت عباسی دور میں شروع ہوئی۔ یعقوبی کا بیان ہے کہ ۸۹۱ء میں بغداد کے صرف ایک روڈ پر سو سے زیادہ وراق و نساخ تھے جن کی دکانیں اگرچہ چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ تھی، ان بڑے تاجروں اور عالموں نے اپنی دکانوں کو علم وفن اور مسئلہ و مسائل کا مرکز بنا رکھا تھا۔

تاتاری حملہ اور کتب خانوں کی تباہی یاقوت نے تین سال تک اپنی لغت کی ترتیب کے لئے مختلف مقامات کا چکر کاٹا جب چنگیز خاں خوارزم کی طرف بڑھا تو یاقوت نے مجبور ہو کر اس کو خیرباد کہا کیونکہ اس کے سامنے

کتب خانوں میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے، رہی سہی اسلامی ثقافتی پونجی کو بھی اس کے بیٹے ہلاکو نے ۱۲۵۸ء میں تباہ و برباد کرڈالا پھر اس کے بعد سے بغداد نہ سنبھل سکا یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد علم و فن اور اسلامی ثقافت کو پھلنے پھولنے میں بڑی تاخیر ہوئی اور علوم و فنون کی آبیاری سے بہت دنوں تک مسلمان محروم رہے۔

مصر میں کتب خانے | فاطمی دور (۹۰۹ - ۱۱۷۱ء) اخشیدی دور (۹۳۵ - ۹۶۹ء) کے ساتھ اور طولانی دور (۸۶۸ - ۹۰۵ء) تاریخ مصر کا عربی فارسی دور شمار کیا جاتا ہے جیسے ایوبی دور تاریخ مصر کا فارسی ترکی دور شمار کیا جاتا ہے، ۹۷۲ء میں جوہر صقلی نے جامع ازہر کی بنیاد ڈالی اس کے بعد عزیز باللہ (۹۷۵-۹۹۰ء) نے جامع ازہر کو مسجد سے یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا اور اس میں ایک شاہی کتب خانہ قائم کیا جس میں لغت، تاریخ، تصوف وغیرہ کی بے شمار نایاب اور مفید کتابیں جمع کیں بعض قول کے مطابق اس کتب خانہ میں تقریباً دس لاکھ کتابیں موجود تھیں ان میں سے ساڑھے..... ہزار کتابیں علم فلک، ہندسہ اور فلسفہ سے متعلق تھیں ایک کتاب کے متعدد نسخے تھے چنانچہ بعض مورخین کے قول کے مطابق بعض کتابوں کے سو سو یا دو دو سو نسخے موجود تھے۔ ازہر کے کتب خانہ میں دو ہزار چار سو قرآن کریم کے نسخے تھے اور تاریخ طبری کے نسخوں کی تعداد ایک ہزار دو سو تک پہونچی تھی۔

مصری کتب خانوں کی تباہی | افسوس کہ مصر کا علمی ثقافتی دور دورہ زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکا اور ۱۰۶۸ء میں کردیوں نے مصر کی اینٹ سے اینٹ بجاکر ان تمام اسلامی اثاثوں کو تباہ و برباد کیا مستنصر باللہ کے اس تخریبی دور میں مشہور ہے کہ نادر و نایاب قلمی کتابیں فوجی کیمپوں میں جلا کر گرمی حاصل کرنے کے کام میں آتی تھیں اس طرح ان کتابوں کی جلدوں کے چمڑے کردیوں کے غلام و خدمت گاروں کے جوتے بنانے میں استعمال کئے جاتے تھے، بلکہ بعض روایات کے مطابق کردیوں کے ایک سردار نے پچیس اونٹ کتابیں اس کتب خانہ سے غصب کرلی تھیں

جب مستنصر باللہ کے خلفاء برسر اقتدار آئے اور انھوں نے ان علمی میراث کو مسلمانوں کو واپس لوٹانے کی کوشش کی چنانچہ حاکم بامر اللہ (۹۹۶ تا ۱۰۲۱ء) نے ۱۰۰۴ء میں دارالعلم کی بنیاد رکھی اس کے ایک کنارے ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا جو دو لاکھ کتابوں پر مشتمل تھا اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس

کتب خانہ کے لئے ایک کثیر رقم علیحدہ کی جو قلمی کتابوں کے حاصل کرنے ان کی جلد بنانے اور حفاظت کرنے میں خرچ کی جاتی تھی اور کتب خانہ کو اپنے محل کے قریب ہی رکھا جب صلاح الدین ایوبی کا دور آیا تو اس نے اس کتب خانہ کو شافعی مذہب کے طلبار کی قیام گاہ بنادیا۔

شام میں کتب خانہ — اس درمیانی زمانہ میں دوسرے مقامات پر بھی بہت سے کتب خانے وجود میں آئے۔ چنانچہ طرابلس (شام) میں ایک عظیم کتب خانہ کی بنیاد پڑی جس کے متعلق دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا کتب خانہ تھا جسمیں تقریباً تیس للکھ کتابیں موجود تھیں لیکن افسوس کہ وہ زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکا کیونکہ ۱۱۰۹ء میں جب عیسائیوں نے شام میں اپنی درندگی کا مظاہرہ کیا تو یہ کتب خانہ بھی اسی کی نذر ہوگیا۔

اسپین میں کتب خانے — اسپین میں اُمویوں کا داخلہ ۷۵۶ء میں ہوا اور ۱۴۹۲ء میں انھیں یہ جنت ارضی چھوڑنی پڑی اس درمیانی مدت میں عربوں نے اندلس میں علم و عرفان کے چشمے جاری کر دیئے اور ثقافت و تمدن کا اعلیٰ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور سچ تو یہ ہے کہ اسپین اور سسلی کے مسلمان باشندوں نے ہی یورپ کو جہالت کی گھنگھور گھٹا سے نکال کر علم و عرفان کے راستہ پر لگایا۔

اموی دور میں قرطبہ کو علم و علمار کی مرکزیت حاصل تھی اس کے ایک بڑے جامعہ کے تحت ایک نہایت ہی عظیم کتب خانہ تھا جس میں تقریباً ڈھائی لاکھ کتابیں تھیں خلیفہ حکم ثانی (۹۶۱ - ۹۷۶ء) خود بڑا عالم اور کتب خانوں کا دلدادہ تھا۔ اس نے قرطبہ میں ایک کتب خانہ قائم کیا تھا جس کے نمائندوں کو اسکندریہ، دمشق، بغداد وغیرہ بھیجا تھا جو نادر و نایاب علمی کتابوں کو جمع کرنے کی خدمت انجام دیتے تھے بقول ابن خلدون اس تلاش و جستجو میں اسے کامیابی رہی اور اس نے تقریباً چار لاکھ کتابیں اپنے محل میں مخصوص طور پر جمع کی تھیں اور کتاب الاغانی کا پہلا نسخہ حاصل کرنے کے لئے مصنف اغانی ابو الفرح اصفہانی کے پاس ایک ہزار سُرخ دینار بھیجا تا کہ کہیں بغداد کے سلاطین کے ہاتھ میں اس کا پہلا نسخہ نہ چلا جائے۔

سچ تو یہ ہے کہ اسپین میں مسلمانوں کے صدقہ علم و فن نے خوب ترقی کی جس کے شواہد تاریخ کے اوراق میں جو گواہی دیتے ہیں کہ اسپین کا ہر باشندہ اس وقت اچھی طرح لکھ پڑھ سکتا تھا جب کہ یورپ کے پڑوسی باشندے جہالت کے گڑھے میں اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے۔ الا قلیلا۔